مجازی مراد ہوں گے اور امام اعظمؒ کے نزدیک غلام آزاد ہو جائے گا۔ ہاں! صاحبین کے نزدیک یہ کلام ہی لغو ہوگا اور وجہ اس کی پہلے گزر چکی کہ مجاز امام اعظمؒ کے نزدیک تلفظ میں حقیقۃ کا خلیفہ اور قائم مقام ہے اور صاحبین کے نزدیک حکم میں قائم مقام ہے تلفظ میں نہیں۔ پس اگر حقیقۃ غیر ممکن الوجود ہوگی تو صاحبین کے نزدیک کلام ہی لغو ہوگا اور امام اعظمؒ کے نزدیک حقیقۃ غیر ممکن الوجود ہو یا ممکن الوجود ہو۔ حقیقی معنی متروک ہونے پر مجازی معنی مراد ہوں گے۔ متکلم کا کلام لغو نہیں جائے گا۔

فصل: متعلقاتِ نصوص یعنی عبارۃ النص، اشارہ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص کے بیان میں

عبارۃ النص وہ ہے جس کے واسطے کلام اور عبارت کو لایا گیا ہو اور قصداً اِس کلام کے لانے سے وہی مراد ہو۔

اشارۃ النص وہ ہے جو نص کے الفاظ سے مفہوم ہو۔ کوئی لفظ زیادہ کرنے کی ضرورت واقع نہ ہو۔ مگر اس عبارت کے لانے سے مراد نہ ہو یہی وجہ ہے کہ جو اشارۃ النص سے ثابت ہوتا ہے وہ من کل الوجوہ ظاہر نہیں ہوتا مثلاً اِس آیت:

﴿للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم......﴾ میں دونوں موجود ہیں۔ عبارۃ النص سے اس آیت میں مہاجرین فقراء کا مستحقِ غنیمت ہونا ثابت ہے کیونکہ قصد متکلم اِس کلام کے لانے سے اِن کا استحقاق جتلانا منظور ہے اور اشارۃ النص سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مہاجرین ہجرت کرنے کے بعد اپنے مال ومتاع کے مالک نہیں رہے، فقیر ہو گئے۔ لہٰذا جب کوئی کافر مسلمان مہاجر کے مال پر قبضہ کرے گا تو کافر کی ملکیت ثابت ہوگی کیونکہ اگر مسلمانوں کے مال مسلمانوں کی ملک میں باقی رہتے تو ان کا فقر ثابت نہ ہوتا۔

اسی اشارۃ النص سے مسئلہ استیلاء کفار کا حکم نکلتا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا

اور جب کوئی مہاجر کفار سے یہ مال خریدے گا اور اس مال میں بیع اور ہبہ سے تصرف کرے گا یا غلام کو آزاد کردے گا تو درست ہوگا اور جب مسلمان دوبارہ کفار پر فتح پا کر اس مالِ مقبوضہ پر غلبہ پالیں تو یہ مال حکم میں غنیمت کے ہوگا' غازی کی ملک اِس میں ثابت ہوگی۔ مالکِ قدیم غازی کے ہاتھ سے چھین نہیں سکے گا اور جو احکام اِن مسائل پر متفرع ہوں اُن سب کا یہی حکم ہوگا مثلاً کنیز سے وطی کرنا اور آزاد کرنا درست ہوگا۔

اشارہ النص کی دوسری مثال یہ ہے کہ خدا نے ایک آیت میں فرمایا: ﴿احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم﴾ روزہ کی رات تمہارے واسطے اپنی بیبیوں سے ہم بستر ہونا درست ہے۔ دوسری آیت میں فرمایا: ﴿ثم اتموا الصیام الی اللیل﴾ پورا کرو روزہ رات تک۔ دونوں آیتوں کے مضمون ملانے سے معلوم ہوا کہ ابتداء صبح صادق میں امساک یعنی روزہ بحالت جنابت (ضرورتِ غسل) کے پایا جائے گا کیونکہ جب صائم کے واسطے رات کے آخر وقت تک ہم بستر ہونے کی اجازت ہوئی تو لامحالہ ابتداء یوم صوم بحالتِ جنابت ہوگا اور روزہ کو شام تک پورا کرنا ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ جناب روزہ کے منافی نہیں۔

اور چونکہ غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے تو لازم آیا کہ یہ دونوں امر بقائے روزہ کے منافی نہیں۔ یہ مسئلہ بھی اس سے نکل آیا کہ اگر کسی شخص نے کچھ کھانے کی چیز کو چکھا اور وہ چیز پیٹ کے اندر نہیں پہنچی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ اگر پانی نمکین ہو' کلی کرنے کے وقت نمک کا ذائقہ معلوم ہوتا ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اور اسی سے احتلام اور احتجام پچھنے لگوانے اور ادہان تیل لگانے کے احکام معلوم ہوگئے کہ ان امور سے روزہ میں فرق نہیں آتا کیونکہ جب کتاب اللہ میں ابتداء صبح تک اشیاء ثلاثہ (کھانے' پینے' جماع کرنے) سے رک جانے کا نام روزہ رکھا ہے' تو اس سے معلوم ہوا کہ صوم کا رکن ان تینوں چیزوں ہی سے باز رہنے پر تمام ہوجاتا ہے۔

اِسی سے روزہ کی رات سے نیت فرض ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ نکلتا ہے۔
امام شافعیؒ کے نزدیک رات سے نیت روزہ کی کر لینا فرض ہے مگر امام اعظمؒ کے نزدیک اگر نصف نہار سے پہلے بھی نیت کر لے تو روزہ ہو جائے گا اور یہی قوی ہے اِس واسطے کہ فرض چیز کا اداء اَمر کے وارد ہونے کے بعد ہے اور امر یعنی حکمِ خداوندی فرضیتِ صوم دن کے شروع ہونے پر واقع ہوگا لہٰذا دن کے شروع ہونے سے پہلے نیت فرض نہیں ہوگی۔ اس آیت: ﴿ثم اتموا الصیام الی اللیل﴾ میں روزہ کو رات تک تمام کرنے کا حکم ہے، تمام جب ہوگا کہ جزءِ اوّل دن میں شروع ہو۔

دلالۃ النص وہ ہے کہ حکم منصوص علیہ کی علۃ لغت سے مفہوم ہو یعنی جو شخص عالم لغت ہو وہ علۃ اور مؤثر کو اس کلام سے معلوم کر لے۔ مجتہد کے اجتہاد اور استنباط پر موقوف نہ ہو مثلاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ولا تقل لھا اف ولا تنھرھما نہ کہہ ماں، باپ کو کلمہ اُف اور نہ ان دونوں پر سرزنش کریں۔ پس جو شخص علم لغت کے اوضاع سے واقف ہے وہ اِس آیت کو سنتے ہی سمجھ لیتا ہے کہ ماں، باپ سے ایذا دُور کرنے کی غرض سے تافیف یعنی ماں، باپ کو اُف کہنا حرام ہوا ہے۔ پس دلالۃ النص سے ثابت ہوا کہ ماں، باپ کو گالی دینا اور مارنا اسی آیت سے یقیناً حرام ہے کیونکہ اس نوع کا حکم یہی ہے کہ بحسب عمومِ علت حکم منصوص علیہ بھی عام ہوگا۔

اور اسی علت کی وجہ سے مزدوری پر رکھ کر ماں، باپ سے خدمت لینا یا قرض کے سبب قید میں ڈالنا یا اگر ماں، باپ میں سے کسی نے بیٹے کو قتل کر دیا ہو تو اس کے قصاص میں قتل کرنا، یہ سب امور نادرست ہوں گے۔

دلالۃ النص بمنزلہ نفسِ نص کے ہے لہٰذا دلالۃ النص سے حدود اور سزائیں ثابت ہوتی ہیں۔ کہا علماء حنفیہ نے اگر کسی شخص نے روزہ رمضان میں اپنی زوجہ سے جماع کیا ہو تو اس پر کفارہ کا وجوب عبارت النص سے ثابت ہے اور کچھ کھا لیا یا پی لیا تو اس پر بھی کفارہ دلالۃ النص سے واجب ہے کیونکہ جو علۃ کفارہ کی جماع کے سبب بحالت روزہ پائی جاتی ہے وہی عمداً اکل و شرب میں پائی جاتی ہے دونوں میں فسادِ

صوم موجود ہے۔

اور چونکہ بوجہ علت کے پائے جانے کے حکم پایا جائے گا۔ امام قاضی ابو زید نے کہا ہے کہ اگر کوئی قوم ایسی ہو کہ اُف کہنے کو عزت جانتی ہو تو ان پر ماں' باپ کو اُف کہنا حرام نہیں ہوگا۔

اور اگر کوئی بیع یعنی خرید و فروخت ایسا ہو کہ بائع اور مشتری کو جمعہ میں جانے اور سعی الی الجمعہ سے نہ روکے تو وہ درست ہوگا مثلاً بائع و مشتری کشتی میں سوار ہو کر جامع مسجد کی طرف جا رہے ہیں اگر باوجود اذانِ جمعہ ہو جانے کے راستہ میں باہم لین دین کریں تو درست ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ اپنی زوجہ کو نہیں مارے گا' قسم کھا کر بجائے مارنے کے اِس شخص نے عورت کے بال کھینچے یا دانتوں سے کاٹ لیا یا گلا گھونٹا۔ اگر یہ حرکات بطور تکلیف پہنچانے کے ہیں تو وہ حانث ہوگا' قسم ٹوٹ جائے گی اور اگر بالفرض صورت مار پٹائی کے یا بال کھینچنے یا ہنسی مذاق کے وقت پائی جائے' تکلیف پہنچانا منظور نہ ہو تو حانث نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ فلاں شخص کو نہیں ماروں گا اور مر جانے کے بعد اس کو مارا تو حانث نہیں ہوگا کیونکہ جو مقصود ضرب سے ہے یعنی تکلیف پہنچانا وہ نہیں پایا جاتا اور اگر قسم کھائی کہ فلاں شخص سے کلام نہیں کروں گا۔ پھر مر جانے کے بعد کلام کی تو حانث نہیں ہوگا کیونکہ افہام موجود نہیں۔

اور اگر قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھاؤں گا اس کے بعد مچھلی یا نڈی کا گوشت کھا لیا تو حانث نہیں ہوگا اور اگر خنزیر یا انسان کا گوشت کھا لیا تو حانث ہوگا کیونکہ اہل علم لغات سنتے ہی سمجھ جائے گا کہ اس قسم کی قسم کھانے کا باعث ان چیزوں سے بچنا ہے جن کا گوشت خون سے پیدا شدہ ہے' اسی پر حکم کا مدار رہے گا۔

اقتضاء النص وہ ہے جس میں زیادتی علی النص ہو مگر معنی نص کے اس کے بغیر پائے نہ جاتے ہوں گویا نص ہی نے اس کا اقتضاء کیا ہے تاکہ خود نفس نص کے معنی

درست ہوسکیں۔

احکام شرع میں اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص نے عورت کو کہا: انت طالق تجھے طلاق ہے۔ یہاں طالق عورت کی نعت اور صفت ہے۔ لغت کے پائے جانے پر مصدر کا پایا جانا ضروری ہے۔ گویا مصدر بطور اقتضاء النص کے موجود ہے' تقدیر کلام یہ ہوئی: انت طالق طلاقا اور جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا: اعتقا عبدک عنی بالف درهم میری طرف سے ہزار روپیہ کے بدلے اپنا غلام آزاد کر دے۔ اس نے جواب دیا: اعتقت میں نے آزاد کر دیا' تو اس کہنے سے غلام آزاد ہو جائے گا اور حکم دینے والے کے ذمہ ہزار روپیہ آئیں گے اور اگر حکم دینے والے نے اس حکم سے کفارہ کی نیت کی ہوگی تو نیت درست ہوگی اور وہ غلام کفارہ میں آزاد ہو جائے گا گویا مراد حکم دینے والے کی اس کلام سے یہ تھی کہ فروخت کر دے اس کو میرے پاس ایک ہزار میں۔ پھر میرا وکیل ہو کر اس کو آزاد کر دے۔ لہٰذا بیع اقتضاء النص سے ثابت ہوگی اور قبول بھی اقتضاء النص ہی سے ثابت ہوگا کیونکہ قبول بیع کے ارکان میں کا ایک رکن ہے۔ اسی واسطے امام یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شخص سے کہا: آزاد کر دے اپنے غلام کو میری طرف سے بغیر کسی عوض کے۔ اُس نے کہا: میں نے آزاد کر دیا تو آزاد کر دینا ثابت ہو جائے گا اور اِس کلام میں اقتضاء النص سے ہبہ اور توکیل دونوں ثابت ہوں گی اور اس موقع پر قبضہ کرنے کی (اس خیال سے کہ قبضہ ہبہ میں ایسا ہے جیسا بیع میں قبول ہے) ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ قبول تو بیع میں رکن ہے جب اقتضاءً بیع کو ہم ثابت کریں گے تو ضرورۃً قبول بھی ثابت ہو جائے گا اور قبضہ ہبہ میں رکن نہیں کہ اقتضاءً ہبہ کے ثابت ہونے سے قبضہ بھی اقتضاءً ثابت ہوگا۔

حکم مقتضی کا یعنی اس چیز کا جو اقتضاء النص سے ثابت ہو یہ ہے کہ وہ ضرورت کے موافق ثابت ہوگی اور بقدرِ ضرورت مقدر مانی جائے گی۔ اسی واسطے علماء حنفیہ نے حکم دیا ہے' جب کسی نے کہا: انت طالق اور اس کلمہ سے تین طلاقوں کی

نیت کر لی تو صحیح نہیں ہوگا کیونکہ یہاں طلاق مصدر کو اقتضاء النص سے نکالا ہے بقدر ضرورت ہی مقدر ہوگا اور ضرورت ایک کے پائے جانے سے پوری ہو جاتی ہے لہٰذا ایک ہی مقدر ہوگا خواہ وہ فرد حقیقی ہو یا حکمی کہ ایک فرد حقیقی ہے اور تین فرد حکمی دو نہ فرد حقیقی ہیں اور نہ فرد حکمی اور فرد حکمی کو اس واسطے مراد نہیں لے سکتے کہ اس سے عموم لازم آئے گا اور عموم اقتضاء النص میں درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء نے کہا ہے اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں کھانا کھاؤں تو ایسا ہو۔ اب اگر وہ بتلائے کہ میری مراد اِس قسم سے فلاں طعام ہے اور فلاں طعام کی نسبت قسم نہیں کھائی تو صحیح نہیں ہوگا کیونکہ اکل یعنی کھانا ماکول کو چاہتا ہے تو وجود ماکول یعنی طعام اقتضاء النص سے ثابت ہوگا اور ضرورت کے موافق مقدر مانا جائے گا۔ ضرورت فرد مطلق سے پوری ہوگی اور فرد مطلق میں تخصیص نہیں پائی جاتی کیونکہ تخصیص سے پہلے عموم کا پایا جانا شرط ہے۔

اگر کسی شخص نے خلوتِ صحیحہ کے بعد کہا: اعتدی تو عدت میں بیٹھ اور اس کہنے سے طلاق کی نیت کر لی تو اقتضاء النص سے طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ عدت کا وجود طلاق کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ضرورت کے موافق طلاق مقدر مانی جائے گی۔ پس طلاقِ رجعی واقع ہوگی کیونکہ طلاق بائن میں صفت بینونتہ قدرِ ضرورۃ سے زائد ہے۔ اقتضاء النص سے اس کا ثبوت نہیں ہوگا اور جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگی۔

فصل: اَمر کے بیان میں

لغت میں امر کہتے ہیں کسی شخص کا دوسرے سے کہنا اِفْعَلْ یعنی یہ کام کر۔ مراد یہ ہے کہ ایسا فعل کہنا جس میں طلب کے معنی پائے جائیں۔ شریعت میں اَمر عبارت ہے کسی و دوسرے پر فعل کے لازم کر دینے کا۔

بعض امام یہ فرماتے ہیں کہ مراد امر یعنی وجوب اسی صیغہ اِفعل سے خاص ہے جب تک کوئی صیغہ اَمر کا نہیں ہوگا' وجوب ثابت نہیں ہوگا۔